Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur
Vaishali

M.A 3rd Semester

Paper - XI

Date :- 14-09-2020

time :- 10:30. A.M

Topic :- Firaq Ghorakhpuri

—— ∝ ——

فراق گورکھپوری

فراق گورکھپوری کا اصل نام رگھوپتی سہائے اور
فراق تخلص تھا۔ ۱۸۹۶ء میں گورکھپور میں پیدا
ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم گھر ہی شروع ہوئی۔
انہوں نے گھر پر ہی اردو لکھنا پڑھنا سیکھا۔ فراق
کے والد کا نام منشی گورکھ پرشاد تھا اور وہ پیشے
سے وکیل تھے۔ ساتھ ہی شعروشاعری بھی کیا کرتے تھے
اور عبرت تخلص کرتے تھے۔ فراق کو بھی شعروشاعری
کا ذوق انہیں سے ملا۔ فراق بچپن سے ہی بہت
ذہین اور محنتی تھے۔ سات برس کی عمر میں جدید
تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اسکول میں داخل کر
دیا گیا۔ نمایاں طور پر کامیابی حاصل کرتے رہے۔
اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے الہ آباد آئے اور میور
سنٹرل کالج میں داخلہ لیا۔ اس زمانے میں پروفیسر
ناصری بھی اسی کالج میں عربی و فارسی کے استاد تھے۔
انہوں نے کالج میں مشاعروں کو رواج دیا۔ یہ ماحول
فراق کے لیے سازگار ثابت ہوا اور انہوں نے شاعری
شروع کر دی اور اسی وقت تخلص فراق اختیار کیا۔
ابتدا میں فراق نے پروفیسر ناصری سے ہی اپنے کلام پر اصلاح
لی بعد میں وسیم خیرآبادی کو اپنا کلام دکھانے لگے۔

بی۔ اے کرنے کے بعد حکومت نے ڈپٹی کلکٹری کی جگہ انھیں دی لیکن فراق نے ملازمت قبول نہیں کی بلکہ تحریک آزادی میں شریک ہو گئے جس کی پاداش میں جیل بھی بھیجے گئے۔ جیل میں حسرت موہانی، مولانا محمد علی، مولانا ابوالکلام، حکیم آشفتہ جیسی شخصیتوں سے ملاقات کا موقع ملا۔ ۱۹۲۲ء میں رہائی کے بعد کرسچن کالج لکھنؤ میں لکچرر ہو گئے۔ کچھ عرصہ سناتن دھرم کالج میں اردو پڑھائی۔ اس دوران انگریزی میں ایم اے کر لیا اور الہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد ہو گئے۔

فراق کے متعدد شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں روح کائنات، شبستان، رمز و کنایات، روپ، رنگ و نور اور گل نغمہ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

فراق کو بڑے بڑے اعزازات سے نوازا گیا۔ انھیں "گل نغمہ" کے لیے گیان پیٹھ ایوارڈ دیا گیا۔ فراق نے تنقید بھی کی ہے۔ ان کا شمار نامور نقاد میں ہوتا ہے۔ ان کے تنقیدی مضامین اردو ادب میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے غزل، نظم، رباعی سبھی کچھ کہا۔ ان کی رباعیاں بہت دلکش ہوا کرتی ہیں۔ ان کی رباعی کا مجموعہ روپ کے نام سے شائع ہو کر بہت مقبول ہوا۔

فراق انگریزی ادب کے استاد رہے۔ انگریزی کے وسیلے سے انہوں نے مغربی ادب کا بھرپور مطالعہ کیا۔ ہندو دیومالا ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ ساتھ ہی ہندی اور سنسکرت ادب سے انہیں گہری واقفیت تھی۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ فراق کی شخصیت اور ان کے کلام میں ہمیں کثیر رنگی دیکھنے کو ملتی ہے۔

فراق کی شاعری کا لب و لہجہ سکون، نرمی اور ٹھنڈک سے اپنی پہچان آپ کرواتا ہے۔ ساتھ ہی فراق کی ایک الگ شناخت ان کے الفاظ کے تراشنے سے بھی بنتی ہے۔ وہ اپنے اچھوتے جذبات کی پیش کشی کے لیے لہلہاہٹیں، رسمساہٹیں، مگجاہٹیں جیسے نادر تراکیب سے الفاظ و معنی میں لطف اور جذبہ پیدا کرتے ہیں تو کہیں کہیں حسب ضرورت ہندی کی زبان گزاریاں، واریاں، جاگو ہو، بھاگو ہو، آؤ ہو جیسے الفاظ و تراکیب کو بھی بڑی ہنرمندی سے استعمال کرتے ہیں۔

فراق گورکھپوری کا انتقال ۱۹۸۲ء میں ہوا